(9)

مسدس رامائن

یعنی

کلیات شعلہ کا دوسرا حصہ

جسمیں

وہ نظم شامل ہی جو ناول جنگ نندنی میں نقل کیگئی ہی -

مُصنّفہ

شاعر بیمثال جناب منشی بنواری لال صاحب شعلہ مرحوم

باہتمام

جناب بابو کرشن گوپال صاحب بی اے رئیس علیگڑھ

اور

مطبع ریاض ہند پریس علیگڑھ میں طبع ہوئی

[illegible] بابو کرشن گوپال

[illegible]

۱۰۰۰ جلد

فی جلد ۲ / ۔

اوم

مسدس رامائن

جو کتاب جگ نندنی میں شامل ہو چکی ہے

یہ حسن تجلی کی ہی صفات
نچھاور ہو رہے ہیں یہ موجود و مخلوقات
دیتی ہے کل اپنی کائنات
حسن ازل کو جسم کی جانب ہو التفات

یارا نہیں ہے جھلکوں کو اب انتظار کا
پردا اُٹھاوے قدرت پیدا نگار کا

ے مشرق سے نکلے نہ آفتاب
ہ حکم جیکے ایک قطرہ برسا سکے سحاب
اک سے ذروں کا جو حساب
وہ حسن برملا اُتر آیا ہے بے نقاب

خود نور محو جلوہ تنویر بن گیا
نقاش آپ اپنی ہی تصویر بن گیا

کیا سبزہ زار خلد جو دھیا کی ہے زمیں
پہنے ہوئے ہے ہر بیں قباے زمرّدیں
پڑتی نہیں ہے موج ہوا میں شکن کہیں
ہوتا نہیں ہے لہروں سے دریا بھی چیں جبیں
گرداب یاں نہیں ہے ذرا پیچ و تاب میں
خلوت نشیں ہیں بحر کی موجیں حباب میں

رشیوں کا جا بجا لب دریا قیام ہے
دھونی رمی ہوئی ہے تپسیا سے کام ہے
وردِ زباں ہر ایک کے سر پر رام رام ہے
لہریں وہ آرہی ہیں کہ دریا تمام ہے
ہر اک حباب سر کو اٹھائے ہے اوج میں
سرجو کا پانی دھار پہ ہے بہتی موج میں

شادابیاں بہار کی ہیں ودھ میں علی العموم
بیکنٹھ بن رہی ہے مگر کچھ اودھ کی بھوم
ہریاں کی تازگی کی ہے بستی میں دھوم
رشیوں کی بھیڑ جوگیوں منیوں کا ہے ہجوم
کیسر میں آبپاشی ہے کوثر کے پانی کی
سرسبز ہے یہ کھیتیاں ہیں ابر چھائی کی

جب رشک گل یہ گرد بھی غازہ ہو گیا
بلبل پہ بٹ کے خندہ کا دروازہ ہو گیا
میوہ چکھا جو ہاتھ سے دل تازہ ہو گیا
جنت تری بہار کا اندازہ ہو گیا

باد سحر کھلاتی ہے غنچوں کو چوم کے
شاخیں بیلوں کی جھکتی ہیں جھوم جھوم کے

خوش ہیں جو طائروں کا ہے شاخوں پہ اژدہام
ہر ایک کی زباں پہ ہے شری رام رام رام

زریں کلاہ ہے سرخ کوئی کوئی سبز فام
ہر رنگ کے چھپے ہیں جو اشوک باغ نام

آویزے پیاری وہ ہیں کہ ہر دل پہ چوٹ ہے
جھل مل پہ گویا سارا چمن آپ لوٹ ہے

گلزار کی زمین کو یہ جوبن پہ تھا شرف
گیندے کے ہار بن بھی جھکا سا دہنے کی صف

ہر غنچہ سر بجیب تھا ہر گل تھا سر بکف
ہوتی تھی والمیک کی بانی کی طرف

غنچے چٹک کے پریم سے مصروف جی ہوئے
بلبل کے نغمے بید کی دھن اور دلی میں تھے

لنکا کو فتح کر کے بھبھیکشن کو دے کے راج
سونپا ہے بھرت جی نے جو سیا کا تخت تاج

چودہ برس میں آئے مہاراج اودھ راج
بھوتی کا بھار اتار کے جو تھا اشٹی سماج

ہلنے لگی ہے جنبش برگ گیاہ سے
کتنی ترپ سے ٹیک رہی ہیں نگاہ سے

دربار آج اُسی شہ کون و مکاں کا ہے — نظارۂ عام جلوۂ حسنِ نہاں کا ہے
یاں وہم کا نہ دخل نہ رستہ گماں کا ہے — کچھ ناطقہ کا زور نہ قابو زباں کا ہے

شوقِ بیاں ہوا جسے خاموش ہوگیا
یاد آیا جس کو وہ سو فراموش ہوگیا

اسمید یگ کی ہے اور وہ بھی بس دھوم دھام — ہوتے ہیں راجندر کے دربار خاص و عام
کی لکشمن نے عرض کہ شاہِ فلک مقام — دو سادھو بالک آئے ہیں لوکش ہے جنکا نام

گر حکم ہو تو وہ بھی یہاں باریاب ہوں
اپنا ہنر دکھانے کو حاضر شتاب ہوں

خورشید رو ہے ایک تو ہے ایک مہ جبیں — نقشِ قدم سے اُنکے اجودھیا ہے گل زمیں
ملتی کچھ آپ سے ہے شباہت کہیں کہیں — نو عمر ہونہار جوانمرد اور حسین

سارے چرتر آپ کے اُستت وہ گاتے ہیں
جوگی کے بالکے سے ہیں بینا بجاتے ہیں

حاوی ہر ایک فن پہ ہیں قادر ہنر پہ ہیں — ہمت کے لات مارے ہوئے مال و زر پہ ہیں
سادھو نہیں ہیں گرچہ جٹا جوٹ سر پہ ہیں — ترکش کے باندھنے کے نشاں کچھ کمر پہ ہیں

تیور میں ہو رنگ شجاعت بتول ہے
بو کہہ رہی ہے گلشن رنگیں کا پھول ہے

ارشاد خاص ہوتے ہی دونوں کو تھا طلب
حیراں تھے دیکھ دیکھ کے زوار سب
آئے جھکے جو سر کو تو بیٹھے بصد ادب
نکھرے عجب جمال عجب جوبن عجب

دونوں کے بحر حسن میں نظارہ غرق تھا
یکساں تھا بال بال سے سر مو نہ فرق تھا

چہروں سے خاندان کا ظاہر حسب نسب
چتونوں سے تھی جوش نمایاں دم غضب
طاقتوروں کو دیکھ کے خندہ ہے زیر لب
پر سادہ ہو بھبکے کا نہیں کھلتا کوئی سبب

مٹی کے عطر میں ہیں جٹائیں بسی ہوئیں
کو میں کچھی ہوئیں ہیں تو گاتی کسی ہوئیں

نازک بھی بے مثال دلاور بھی بے مثال
روشن ہے بھبھوت میں بھی رخسار کا جمال
لٹکے ہوئے کمر پہ جٹاؤں کے بکھرے بال
لپٹی ہوئی بغل میں نزاکت سے مرگ چھال

مستانہ ہیں یہ روؤں میں پر تیر کی طرح
بنسیں دھری ہیں کاندھوں پہ شمشیر کی طرح

پوچھا کہ کون بولے چھتن کے بالکے
پوچھا کہ عمر بولے کہ دس بارہ سال کے

پوچھا پتا تو چپ سے تبسم میں ٹال کے
چیلے ہو کس کے بولے رشی باکمال کے

جنگل سے والمیک گرو ساتھ لائے ہیں
بن دیوی نام ماتا ہے ہم جس کے جائے ہیں

فرمایا رام چندر نے اب کچھ سناؤ تم
کیا و دیا والمیک سے سیکھے دکھاؤ تم

سب کو کیا ہی شوق نے بے چین گاؤ تم
رکھ کر کمنڈل ہاتھوں سے بینیں اٹھاؤ تم

دو آفتاب ذرہ خاک قدم ہوئے
تعمیل حکم پر سر تسلیم خم ہوئے

مضراب کی جو ضرب سے سر بولنے لگے
انجم پئے نثار گہر رولنے لگے

شیو ایک ایک نغمہ کی لے تولنے لگے
گندھرپ آسماں پہ کمر کھولنے لگے

جب سُر ملا سے بین کے تاروں کو چھیڑ کر
زہرہ نے ساز رکھ دیے پردے ادھیڑ کر

گت سن کے اور شوق کی افزائشیں ہوئیں
روپک بندھا خیال کی آرائشیں ہوئیں

داد بہت پھر گانے کی فرمائشیں ہوئیں
ہر راگنی سے حسن کو زیبائشیں ہوئیں

ہر راگ ہاتھ باندھ کے تصویر ہو گیا
ہر زمزمہ گلے میں مضامیر ہو گیا

اُٹھ کر کہا ہماری نمسکار آپ کو
بھومی کا بوجھ اُتارنا تھا بار آپ کو

ڈنڈوت ساشٹانگ ہے ہر بار آپ کو
لینا پڑا اسی لیئے اوتار آپ کو

کچھ کچھ کہیں کہیں سے چرتر ہم سناتے ہیں
سیکھا ہے جو گرو سے مہاراج گاتے ہیں

گنپت کی کر کے استتی آرمبھ کی کتھا
سرسوتی کی پیتہ وہ استتان کا منا

وہ دیوتوں کے بشن کے آگے پکار تھا
دشرتھ کے گھر میں جنم شری رام چندر کا

ساکار اپنے آپ نراکار جیساں ہوا
بے آئینہ کے عکس نمودار یہاں ہوا

کوشلیا سے وہ رام ہوئے جے ہو دھن دھن
وہ کیکئی کے بھرت دراوبت وہ پاین

ماتا سومترا کے لکھمن اور شترگھن
وہ بارہ دیا دھن نشکتا وہ شترونکا فن

آتا وہ بسوامتر کا یگ کی سہائی کو
دشرتھ سے لینا رام و لکھمن دونوں بھائی کو

یگ کشا اور پھر وہ اسویمبر کی دھوم دھام
اور شیپ بھنگا کا وہ نظارہ تمام
جانا گرو کے ساتھ جنک پور کا قیام
ہونا دھنش یگیہ میں راجوں کا اژدہام

ناقدروں کا زور پشیمانیوں کے ساتھ
رام اور لچھمن کا تیج وہ حیرانیوں کے ساتھ

لچھمن کا جوش رام کا ہنس ہنس کے ٹالنا
سیتا کا پھول مالا وہ گردن میں ڈالنا
تنکا سا توڑ کر وہ دھنش کا اچھالنا
آ کر وہ پرسرام کا پسا نکالنا

اپنی کماں پہ زور کماندار دیکھ کر
چرنوں میں گرنا حسن نزنکار دیکھ کر

آنا برات اودھ سے وہ طے منزلوں کی راہ
وہ شبھ گھڑی مہورت وہ قران مہر و ماہ
دونوں طرف وہ جلوۂ شاہان کجکلاہ
وہ دولہا بننا رام کا وہ جانکی بیاہ

وہ واپسی اودھ کی وہ دسرتھ ترک راج
وہ رام چندر جی کا تلک بہر تخت و تاج

غمازی [illegible] اور [illegible] کا غم
راجہ سے کیکئی کا یہ کہنا وہ دمبدم
رو رو کر دلانا یاد وہ پیمان وہ قسم
کیا میرا بھرت راج کے کھلے کو کچھ ہی کم؟

چودہ برس کو رام بنوباس میں رہیں
کنڈل مکٹ اُتار کے سنیاس میں رہیں

دشرتھ کا سن کے ہونا وہ بیہوش بدحواس
کیا جانیں رامچندر بھلا بن میں کرنا باس

کہنا چھپا رکھا کے وہیں کیکئی کے پاس
بے رام کیسے پرانوں کے رہنے کی ہو نراس

دیکھ یہ سجن نہ کس طرح مانوں کہا تیرا
ہے کیکئی! بھلا ہو بھلا ہو بھلا تیرا

کومل کہاں وہ گات کہاں جھاڑ بن کے بن
ٹکڑے ہوا نہ کیوں ترا پاپی! اکھٹور من

جنگل کی دھوپ تاپ کہاں پھول سا بدن
کٹ گر گری نہ جیب کہے جس سے یہ سجن

ایسی زباں ہیں لیسے ہیں من میں لگی نہ آگ
ہا کیکئی کے کوپ بھون میں لگی نہ آگ

جب حکم رامچندر کو بن باس کا ملا
پھر کیکئی کا نہ دشرتھ کا کچھ گلا

سرکا دھرو زمیں ہٹی آسمان ہلا
خوش دیوتا ہوئے کہ گگن آرز دکھلا

لنکا کے جھنڈے جھک گئے اوندھے کنگورے ہوئے
راون کے سر سے تاج گرا بد شگون ہوئے

کیا تہلکہ ہے کیوں نہ تہ و بالا ہو آسماں
چکراتے ہیں نور میں بھر بھر کے آسماں
محور یہ ہے زمیں کو وہ گردش کہ الاماں
آتی ہیں جھنجھنانے کی وہ آوازیں یکساں
کیلی گھما رہی ہے کلا انقلاب کی
تھالی اچھل رہی ہے عجب آفتاب کی

اخراج کا جو حکم مادہ میں ہوا شروع
خورشید حشر حشر سے پہلے ہوا طلوع
اک حادثہ بلا سے قیامت کا تھا وقوع
ہر جزو اپنے کل کی طرف کر گیا رجوع
ذرے زمیں سے اڑ کے گرے آفتاب میں
تارے سمٹ کے ڈوب گئے ماہتاب میں

رخصت فلک سے جس گھڑی مہمان شب ہوئے
کیا کیا ہوئے نہ قہر کیا کیا غضب ہوئے
ماتا پتا سے رام اجازت طلب ہوئے
دشرتھ پچھاڑ کھا کے گرے جاں بلب ہوئے
غل ہائے ہائے کا اب عام ہو گیا
رنواس غمکدہ ہوا کہرام ہو گیا

دیوار و در نڈھال محل کے ہیں چار سو
یاقوت کا سفید مگر پڑ گیا لہو
لعل و گہر کی ڈھل گئی آنکھوں سے آبرو
خورشید و ماہتاب کی پھیکی ہوئی ہے ضو

پھینکا اودھ کا باغ خزاں نے اکھاڑ کے
میدان کر دیا ہے چمن کو اجاڑ کے

او دلشاد کے شگوں میں کیا گھن پڑ گیا
تھا کیکئی کے ہاتھ سے پڑیگا کلنک کا

بھبھشن کا قشقہ راج تلک کی جگہ ملا
مٹتا نہیں کسی سے بھی یہ ہتیا ترا جیا

پوشاک ہوگی زیب بدن خاک دھول کی
رنگت بدل ہی ہے کو نشلیا کے پھول کی

سنکر خبر سیا کا کلیجہ دھڑک اٹھا
نالہ خیال برق ہوا ایسی کڑک اٹھا

اک مرغ روح تھا کہ قفس میں پھڑک اٹھا
ضبط فغاں سے سینہ میں شعلہ بھڑک اٹھا

دم دم پہ ٹھنڈی سانس ہے اور لب پہ آہ ہے
رتناری آنکھوں میں دنیا سیاہ ہے

چھٹنے کا جی میں خوف ہے اور سر میں تھرتھری
ہاتھوں کو جوڑ جھک کے جبیں چرنوں میں دھری

رعشہ ہے دست و پا میں بدن میں ہے تھرتھری
کی عرض دینا ناتھ دیا سندھ ہے ہری

بھولے سجن پیا سے کے منہ موڑے جاتے ہو
داسی ہوں ناتھ کس پہ مجھے چھوڑے جاتے ہو

ہے پران ناتھ! پران کہاں آپ کے بغیر
چرنوں سے ہوں لگی ہوئی مالک نہیں تقصیر
پھوٹیں وہ آنکھ جو کریں بلغِ اودھ کی سیر
اوپکار دیو تو نکا ہے میرا ہے کار خیر

ہر دم رہے گا نقش کفِ پا نگاہ میں
آنکھیں بچھاتی جاؤں گی صحرا کی راہ میں

جنگل ہو ساتھ آپ کے خلدِ بریں مجھے
پربھو! تمھیں بتادو ٹھکانا کہیں مجھے
جو دشت خار زار ہے گلزمیں مجھے
کھلے نہ یہ چرخ اور نہ نگلے زمیں مجھے

روکے ہوئے ہیں شرم سے جاں حزیں کو ہوں
تکتی ہوں آسماں کو کبھی زمیں کو ہوں

صحرا کو دشت کا کس کو خیال ہے
پیش نظر ہے آپ کے جو کچھ مآل ہے
بلغِ اودھ چھٹے تو چھٹے کیا ملال ہے
ہے ناتھ اس سے سہل جدائی محال ہے

کرپا درشٹی آپ کی ہے! دینا ناتھ ہو
وہ! دہینہ کل بد ہے ہی جو سوامی کے ساتھ ہو

آنند تب ہے آپ کے سکھ سے بھری ہوں میں
ظاہر میں گو کہ کالبد عنصری ہوں میں
سنسار کے دکھوں سے بھلا کب ڈری ہوں میں
ہم ور جاسے لے سوامی بری ہوں میں

چھو سکتا کون ہے مجھے؟ چھایا ہوں برہمہ کی
ہیں آپ برہمہ اور میں - مایا ہوں برہمہ کی

چھتا کسے ہی اسکی - کہ بن میں ہے کچھ خطر
رہنے کو گھر گپھا کے ہیں - اور سایۂ شجر

چیتے کا خوف ہی - نہ کسی سنگھ کا ہی ڈر
بھوجن کو کند مول - بسعت میوہ و ثمر

سونے کو فرش خواب یہ سبزہ نہال ہے
پوشش کو بھوج پتر ہے پتے ہیں چھال ہے

جب جانکی کی عرض تمنا ہوئی قبول
چہرہ اداس مست بدن اور دل ملول

لچھمن بڑھے کہ شرف سعادت کریں حصول
سر پر چڑھائی رام کے چرنوں کی لے کے دھول

بولے کہ ناتھ! چرنوں سے وابستہ میں بھی ہوں
مجھکو بھی حکم ہو کہ کمر بستہ میں بھی ہوں

وہ جوش خوں نہیں ہے کہ ہو جائے جو خموش
دنیا کے عیش و لطف کا باقی ہے کسکو ہوش

بھائی ہوں آ رہا ہے رگوں میں لہو کو جوش
ہوتب تھا بھی! نہیں ماتا پتا کا جوش

یہاں! بھرت وقت ہے من میرا طاعت کے واسطے
بن واس میں ہوں چرنوں کی خدمت کے واسطے

ہے ناتھ اب تاب غم کی نہ طاقت بکا کی ہے
ساتھ آپ کے چلیں تو خوشی انتہا کی ہے
حسرت یہ ہے سجود مگر نقش پا کی ہے
چھوڑا اگر تو پاؤں کی مرضی فنا کی ہے

بھر آیا دل برادر دلجو کو دیکھ کر
پھڑکی بھجائیں قوت بازو کو دیکھ کر

بولے یہ رامچندر کہ ہے تات ہے لچھمن
پرمانے پڑے ترے بھگتی بھرے بچن
سنبھالی ایسے چاہیے ہیں جس طرح جان و تن
ایسا نہ ہو کہ جی میں کڑھے بھائی شترگھن

یکساں مجھے تو منزل نزدیک و دور ہے
بہر پر یہ جانکی کی حفاظت ضرور ہے

لچھمن ایسے ہیں دیہ کے دہرنیکے کا ولیا
ورنہ میری تلاش کا ہے سخت رگھبرا
اوتار کی غرض ہے کہ بھومی کا اترے بھار
پیدل کی گرد کو بھی پہونچتا نہیں سوار

جو بھگت مل رہے ہیں محبت کی خاک میں
وہ داخل ہو گئے ہیں مری ذات پاک میں

بھائی بہت ہیں آئیں گے میدان فتنہ خیز
پیچھے لو ساتھ اپنے گدا گرز برق ریز
تیار ہو کے چاہیے چلنا پئے ستیز
جوشن زرہ کمان تبر تیر تیغ تیز

ہر چند ہم کو شستر کی پروا کچھ نہیں
فکر شکوہ و منزلت و جاہ کچھ نہیں

بولے لکھن کہ کوئی نہیں آپ کے سماں
کافی ہے ایک شستر سکو دشمن و ریبری بان

شانِ خدا کے سامنے کیا آدمی کی شان
تنہا ہیں ایک حرف ہیں ہے اک طرف جہاں

ہر گوشۂ کماں میں چھپی شش جہات ہے
اک تیر میں بند ہی ہوئی کل کائنات ہے

بلواں کوئی کتنا ہو دم میں کروں اسیر
ٹنکور سے کماں کی دہلتے ہیں شور بیر

تحت الثریٰ میں جائے تو لاؤں زمیں کو چیر
حکم خدا کی طرح سے گرتا ہے میرا تیر

امداد چاہئے نہ کوئی ساتھ چاہئے
ہاں بس یہ صرف آپ کا ایک ہاتھ چاہئے

کہہ سن کے آخر ہو گئے آمادۂ سفر
سیتا جی پاؤں پڑنے کو پہنچ گئے ہیں پر

رگھبیر نے سیس ہے ماتا کی چرن پر
لچھمن جھکے ہیں سامنے باندھے ہوئے کمر

نکلی نہ منہ سے بات کہ سامان یاس ہے
کوشلیا اور سمترا ماتا اداس ہیں

رگھورائی بولے ماں سے یہ دھرم کی ہے ٹیک — بن باس کی ہمارے لیے ہے صلاح نیک
گو اب ہمارے چھٹنے کا بھاری ہے شوک ایک — تمکو تو رام بھرت لکمن شترگھن ہیں ایک

ہم جیسے ہیں نگاہ میں وہ بھی نظر میں ہیں
ہم سے زیادہ سیوا کو دو بھائی گھر میں ہیں

ہے بھائی بھرت کو بھی تو اودھ کا راج کا — آئینہ میں سکھی ہے جو اسکو تلک ملا
میں ہوں جدا نہ اس سے نہ وہ مجھ سے ہے جدا — ایک جسم ایک جان ہے اور ایک آتما

اب آگیا کے دینے میں کیا ڈھیل چاہیئے
ماتا! پتا کے حکم کی تعمیل چاہیئے

کوشلیا ادھر سمترا کا غم سے سر جھکا — رنواس میں ہے گریہ و زاری کا تہلکا
ہے شور جان خراش دم نالہ و بکا — چھاتی بھر آئی دل امنڈ آیا گلا رکا

کیسا اودھ اس رنگ در و بام ہو گیا
جس گھر میں تھی خوشی وہاں کہرام ہو گیا

سینہ سے غم کی ہوک اٹھی اٹھ کے رہ گئی — آنسو کی ندی آنکھوں کے رستے سے بہ گئی
تھی رمز خاص اب جو طبیعت جو سہ گئی — پربل تھی ہونی کان میں کچھ آ کے کہ گئی

ساکت مثال بت وہ تقریر ہو گئیں
حیرت سے دونوں ایک سی تصویر ہو گئیں

پھر پھڑکے کوکھ پھڑکی، کلیجہ دھڑک اٹھا
ماں کو اور پیارا ہی کیا پتر کے سوا
لپٹا ہی رہا چھاتی سے اگرچہ نہیں جدا
ہوتی ہے ملکے سے بڑھی ماں کی ممتا

سنبھلے بدن نہ ضعف سے، گر گر کے رہ گئیں
نکلی نہ جان، ایڑیاں پھر پھڑکے رہ گئیں

ماتاؤں کے ملاپ سے کیا کیا ملال ہیں
مرجھائے سے کیوں ہیں، بکھرے نڈھال ہیں
پر مرد گھر کے چھوٹنے سے کچھ خیال ہیں
چرنوں میں مر رہے ہو گودی کے لال ہیں

شفقت کا سایہ کرتے ہیں سب پہ دو نیہ ہاتھ
پیشانی چوم چوم کے پھیرے سروں پہ ہاتھ

بیٹھی چرنوں میں جو گریں، بھڑکی آگ
بستر پہ نہ رامچندر بن میں ہو دیتا تیاگ
بولیں! کہ ہم سی ہو گئی ماتا کوئی ابھاگ
سیتا کو دیں اسیس سدا ہو اچل سہاگ

لے لے بلائیں دیتی دعائیں تمام تھیں
دونوں لگا لگا کے گلے بیقرار تھیں

ہا رامچندر ہائے لچھمن کی پڑی پکار — ہا کل بدھو ہماری سیا ہائے ہا کار
چلاتی تھیں سمترا اروروکے زار زار — کہتی پھریں تھیں بات کو کوشلیا یہ بار بار

ہے بیران تو ہی چل کے ذرا تو کام لے
کوئی ہتو نہیں ہے جو جاتوں کو تھام لے

جل کر وہاں سے کوپ بھون کے جو ای پاس — دیکھا کہ راجہ ہیں پڑے بیہوش بیحواس
یوں کیکئی لائی کہ ... بن باس کا لباس — چودہ برس نہ رکھیو اودہ دیکھنے کی آس

اب شوک راج چھٹنے کا لیتے ہوئے پھرو
منیوں کی طرح بن میں بچرتے ہوئے پھرو

بیہوش راؤ تھے اگر آہٹ پہ کان تھے — بد خواہ کیکئی کے بچن دل میں بان تھے
دھرتی پہ تھے پڑے ساکھے بگڑے نشان تھے — ہا رام تھا زبان پہ ہونٹوں پہ پران تھے

آنکھوں سے جل اٹپکتا تھا لیکر لہو کو ساتھ
دیکھا جو دونوں پتروں کو اور کل بدھو کو ساتھ

دشرتھ مہاراج نے شوک سے روتے ہوئے لہو — ہا دشٹ ایک سے گھات ہی کیکئی تھی تو
بدھ ہینا پتا کی ایک بھی نکلی نہ آرزو — ہا رامچندر ہائے لچھمن ہائے کل بدھو

پتھروں کو دیکھ آئینہ آئینہ ہو گئی
آسِ شیر یاد دے کے زباں بند ہو گئی

تن باس کو سدھارے سیا رام اور لکھن
تس رنگ بو نے چھوڑ دیا ہے مگر چمن
جس طرح ساتھ ساتھ چلیں جان و جسم و تن
سی کر بہار لائی ہے پتوں کا پیرہن

قصد سفر کیا سے شہ گردوں رکاب نے
کھینچے ہیں گھوڑے اندر نے رتھ آفتاب نے

من بستر ہنسنے ریشمی جامے اتر گئے
کاٹی کسیں جو کھینچے سینے ابھر گئے
گھونگھر والے بال جٹ بنے جٹائیں بکھر گئے
چودہ برس کے معرکے نظروں میں پھر گئے

سینا سیوں کی بھیک میں بھی شور سپر ہیں
کاندھوں پہ ہیں کمانیں کمٹھوں میں تیر ہیں

بھومی کو آج کس کے ہے چرنوں کی آرزو
کانٹوں نے چاک دامنِ صحرا کیے رفو
جنگل میں ہیں نغمہ سنج ہیں مرغانِ خوش گلو
صندل کی سارے دشت میں مہکی ہوئی ہے بو

صحرا خوشی کے مارے عجب باغ باغ ہے
بن کی زمیں کا عرش کے اوپر دماغ ہے

رستوں کو آج کس کی ہے آمد کا انتظار
سرمہ ہے بہرِ دیدۂ حق بیں بنا غبار
خطِ شعاعِ مہر ہے جنگل کا سبزہ زار
ہیں سب درخت پہنے ہوئے خلعتِ بہار
کندن کا رنگ ذروں کی تنویر ہو گئی
صحرا کی خاک اڑتے ہی اکسیر ہو گئی

چوٹی گندھی ہے پہاڑوں کی ہونے لگے سنگھار
مالا سفید موتیوں کی بگلوں کی ہے قطار
بادل کی دھوپ چڑھتی اترتی ہے بار بار
کوثر کی موجیں مار کے گرتے ہیں آبشار
ہر سنگ و رنگ و بو میں گل نو دمیدہ ہے
ٹیلوں پہ زلف کی طرح سبزہ خمیدہ ہے

دریا کو جوش ہے کہ دکھائیں چرن کنول
بھر رکھا ہے حبابوں کے کلسوں میں گنگا جل
موجوں کو اشتیاق ہے پڑتی نہیں ہے کل
ساحل کو دیکھتا ہے تلاطم اچھل اچھل
بہرِ نثار موتیوں کی اٹھی چھال ہے
سورج کا عکس پانی میں سونے کا تھال ہے

رتھ پر ہوئے سوار سیا رام اور لکھن
نکہت چمن کی لے کے چلی گود میں پون
صحرا نہال ہو گیا پھولا ہوا ہے بن
ہیں ہمرکاب رام اجودھیا کے مرد و زن

انسان و وحش و طیر کا اک اژدہام ہے
ہمراہی میں درختوں کو قصد خرام ہے

تھے در شتر نکو جمع زن و مرد ہر طرف
افسوس سے ملے تھا ہر اک اپنے دست و کف
گریاں تھے اہل شہر دو رویہ بندھی تھی صف
دشرتھ کا راج پاٹ ہوا ہائے کیا تلف

کل گھر بسے تھے آج وہ برباد ہو گئے
کوچے اودھ کے گوشۂ فریاد ہو گئے

کچھ چل کے آج ساحل دریا پہ ہے قیام
شب بھر یہیں رہیں بھلا تھا راج کا مقام
تمسا ندی پہ پہونچ گیا قافلہ تمام
جامے میں اپنے پھول رہی تھی اودھ کی شام

آرامگاہ بن بے زمیں فیضیاب ہے
بیدار بخت سبزہ ہی جو فرش خواب ہے

ہوتی ہے صبح دور غم ہمرہاں کیا
شفقت کو مہربانی کو سب پر عیاں کیا
وعدہ یہ لوٹ آنے سے دل شادماں کیا
سمجھا بجھا کے لوگوں کو واپس رواں کیا

آخر سومنت اجانب بیت الحزن پھرا
رتھ خالی لیکے قافلہ سوئے وطن پھرا

پیچھے کو دور قافلہ جب دم نکل گیا
موتی ملی بھبوت بھی جیرو نے مل گیا

تیر و کمان کش کا کا مدد نے سامان سنبھل گیا
باقی جو تھا لباس فقیری بدل گیا

ترلوکی ناتھ آگئے تو پیچھے لچھمن چلے
سیتا کو اپنے بیچ میں لے سوئے بن چلے

او یہاں جانکی ڈھونڈھے سے [illegible] نشاں
ہاں جب [illegible] اس ہی [illegible] کر گئے بیاں

رام اور لچھمن کے ساتھ ہیں سیتا جی یوں رواں
جس طرح برہم و جیو کے مایا ہو درمیاں

شوبھا یہاں بیچ میں یوں جانکی بنی
جیسے ہو راما نندی تلک میں سری بنی

یا تھی ہم ملی مہ خورشید کی ضیا
یا رنگ و گل میں جیسے بسے بو جدا نفزا

یا بیچ عکس و حسن کے آئینہ صفا
یا دو لبوں میں جیسے تبسم ہو خوشنما

یوں ہر یہ جانکی تھیں سیہ و جو گیے بیچ میں
جیسے ہو پریم بھگت و ایشور کے بیچ میں

جب رام مثل سرو خراماں ہوئے رواں
تھی ہر قدم پہ ریگ بیاباں کی زرفشاں

کسب ضیا سے رستہ تھا ہر سنگ کہکشاں
ذرے بنے تھے شیشہ کی آنکھوں کی پتلیاں

چرنوں سے وہ اُچھلی اُڑی گرد راہ میں
بھرتے نہیں ہیں طور کے جلوے نگاہ میں

گنگا کے تٹ پہ آئے پانڈو جلال جب
اور بہر شوق عکس رخ حسن ہو عجب
پھیلائے پا بوسی کو ساحل نے اپنے لب
دریا کا سطح بن گیا آئینہ حلب

جل کو چرن کمل سے عجب آبرو ملی
پانی کے بلبلوں کو گل ترکی بو ملی

سایہ پڑا تو اور بڑھی جل کی آب و تاب
بقعہ بنا تھا نور کا دریا میں ہر حباب
تیرک آسماں کا بھنور میں تھا آفتاب
تار شعاع مہر تھا موجوں کا اضطراب

سب آبی جانور تھے خوشی کی اُمنگ میں
پانی سے اُچھلیں مچھلیاں اپنی ترنگ میں

اشنان کرنے آئے تھے سیارام اور لکھن
منہ پر سے دیوتا یہ پکارے کہ دھنہ دھن
بن باس کے لئے کنارہ پہ پیرہن
استت سنا رہے ہیں کھڑے ہو کے برہمن

تھے سبد گل لیے ہوئے گھنشیام گھاٹ پر
پھولوں کا فرش بچھ گیا گنگا کے پاٹ پر

اشنان کر چکے تو ہوئی ناؤ کی پکار
بیٹے ناؤ کر رہے ہیں جو بر ہما نڈ بھر کو پار

مثل ہلال دور سے کشتی تھی آ رہی
اپنے لیے ہیں آج وہ کشتی کے نقطہ

بل مارتے ہی ناؤ کنارے پہ آ لگی
ابرو کی طرح کشتی کنارے پہ آ لگی

کیوٹ نے عرض کی کہ مہاراج ہوش ہو
سن رکھا ہے کہ آپ کی لیلا میں جادو ہے

اترائی کچھ جو رچکا بیجئے ہمار
چڑھنے سے پہلے ناؤ پہ دو لگا چرن کہا

بکمیس اور کوئی نہیں میرے کام کی
ہے ناتھ! بس یہی ہے مجبوری کلام کی

میں خوب جانتا ہوں جی! چرن نکال ہی سمجھاؤ
اس نے بہت اتار دیئے رانی راجہ پار

پتھر کی یہ سلا نہیں! ہے کاٹھ بناؤ
پر ڈر ہے آپ کے نہ کہیں ناؤ کو اڑاؤ

آ کے کسی پتھر کی طرح! ہو آسماں کو جائے
میری اڑی جو ناؤ! تو جانے کہاں کو جائے

میں بیچ کا بیٹا ہوں ادھم اور مہا گنوار
گھر آیا تمکو چھوڑ کے اب جاؤں کس کے دوار

تم ہا جا! پھر میری سنو گے کہاں پکار
او دہ ہار ہے اسی میں! مجبوری تمہارا دھار

چرن امرت کے دینے میں کاہی بچار ہے
ہری ناتھ ایک بوند میں سب بیڑا پار ہے

رگھبر نے مسکرا کے بڑھائے چرن کمل
جنماں جنم دھو کے چرن کر لیے بمل

لایا کھیوا بھر کے کٹھوتے میں گنگا جل
جوگیشور وا یہ پریم کے انکر کا اک ہی پھل

ہاں دھنیہ اسے نکھاد ملے ایک آن میں
منیوں نے جو چرن کبھی پائے نہ دھیان میں

پھولوں سے جنگلی پھلوں سے منڈھ کے کھیا کی ناؤ
رنگوں سے مثل قوس کے شوبھت بنائی ناؤ

جھاڑو دیا بچھونے بھی اور بہت سجائی ناؤ
رگھبر چڑھے تو گنگا نے سر پہ چڑھائی ناؤ

تلی لگی کناروں سے کشتی جدا ہوئی
پنکھے ہلے تو پانی کے اوپر ہوا ہوئی

گنگا کی تہ میں جھلملے تھی کشتی کی آب
آس سے وہ پھر سبک لگی شتاب

نو چھاؤ ہو رہے … اچھل کر خوش آب
ٹوٹی نہ ایک موج نہ پھوٹا کوئی حباب

پروا تھی بھنور کی نہ پرواہ چھال کی
رفتار ناؤ کی تھی روانی خیال کی

اے جگتو! آؤ ناؤ کی جانکی کا ہے بیان
تختوں پہ رامچندر سیا ہیں براجمان
لہرا رہے ہیں سر پہ چنور بن کے بادبان
پیچھے لکھن کھڑے ہیں لیے تیر اور کمان
کشتی کا ڈگمگانا ہے معمول سے بھی کم
برہمانڈ کا ہے بوجھ مگر پھول سے بھی کم

اُترے جو رام ناؤ سے جیکارہ گونج اٹھا
گنگا میں تیرتی پھرتی تھی جیکارہ کی صدا
جے رام چندر آ کی ہے جے لکھن سیا
آوازِ بازگشت کا دریا میں شور تھا
جھالر بجا رہے تھے بھنور موجِ آب سے
آتی تھی سنکھ دھن کی صدا ہر حباب سے

لے جانکی لکھن کو کنارہ پہ ٹھہرے رام
سنسار پار کرنا ہی بھاگیرتھی کا کام
بولیں سیا کہ ہے مری گنگے پوترا دھام
سب پاپ کشٹ دوش کو میٹے تمہارا نام
نردھن ہے کون؟ جسنے لیا دوار آپ کا
بھرپور موتیوں سے ہے بھنڈار آپ کا

کرتارتھ تم سے ہوتے ہیں سادھو منی جتی
اب ہاتھ جوڑ جوڑ کے بنتی ہے بھگوتی
اک بوند منہ میں پڑنے سے ہی [illegible]
آئیں خوشی کشل سے اودھ میں اودھ پتی

پھر دیکھوں مائی لوٹ کے پرواہ آپ کا
پرساد بانٹوں مال کم ہوتا و آپ کا

اترائی دی نکھاد کو نگ شتری تال
سرکلد میں بھی تو یہی ہوتا ہی کاروبار

بولا وہ کرکے رام سے کچھ نیہ بار بار
کرتے ہیں بھگتو تکو بھوساگر سے آپ پار

مندری جو ناتھ آپ مجوری میں دیتے ہیں
ملاحوں سے بھلا کہیں؟ ملاحی لیتے ہیں

منجدھار میں پڑی ہو دیا سند میری ناؤ
راجا کا اور کٹمب کا تم ہی کرو نباؤ

میں کیا مجوری آپ کو دے سکتا ہوں تیلوک
میں نے اتارا پار مجھے پار تم لگاؤ

ہیں دھنیہ بھاگ چرنوں کی جو دھور مل گئی
میری مجوری تو مجھے بھرپور مل گئی

ہوں آپ کا غلام مہا دینا داس
پرداس سارا آپ کے جانے سے ہی اداس

بکنیس ہے کوئی نہ مجوری ہے میرے پاس
ہے ناتھ ابو ٹنے کی لگے بوہ ہوتی آس

سارا کٹمب چرنوں سے ادھار ہو گیا
میرا تو بیڑا آج ہی سے پار ہو گیا

بھگونت نکے چت میں ہے سدا سیام ابرام جان
ملتے ہیں پریم ہی سے تو بیراگ جوگ گیان

بندھنا نہیں کرو رسما دھی میں جسکا دھیان
رخصت کیا کمہار کو بھگتی کا دیکے دان

سُر پُر سے دیوتاؤں نے دی دھنیا دھن
ہو دھنیہ دھنیہ سب نے کہا تجھے ہے کمہار دھن

رگھبر لکھن سیا نے جو گنگا کا چھوڑا تٹ
پہونچے جو چلتے چلتے کسی گرام کے نکٹ

بھشمی رمائی بیس پہ باندھے جٹا مکٹ
بیدیہی کی طرف کو چلیں ناریاں جھپٹ

بیاکل گرام باسی سب پریم ہت ہوئیں
درشن کمہار بند کے کر کر چکت ہوئیں

پوچھا جنک لاڑی سے یہاں کیسے آئی ہو
کس باپ ہو بیٹی؟ کس ماں کی جائی ہو

جنگل میں کیسے پھرتی ہو؟ کس کی ستائی ہو
کس کی بہو ہو؟ چھانو سے اپنے لجائی ہو

راجا کا جنم پائے کے جوگی بنے ہیں کون؟
ہیں بیرا تیرے ساتھ یہ دونوں بنے ہیں کون؟

بولیں سیا سیانہ [illegible] ستائی کہاں
پتری جنک کی بہو ہی ماتا کی جائی ہوں

[illegible] میں پھرنے سہاگ [illegible] آئی ہوں
جنکی بہو ہوں جنوں میں انکے سمائی ہوں

دیور لکھمن کو رشتہ میں بتلا کے رہ گئیں
رگھبر کا ناطہ پوچھا تو شرما کے رہ گئیں

آگے بڑھے یہاں سے بھی گوکل کے چندرماں
یہ ساکنات حسن تجلی سے ملے کہاں
پر گریاں کرتا چلتا تھا قدموں کی آسماں
ایک بھیڑ درشنوں کو تھی رستوں کے درمیاں

تل بھر جگہ نہ پائی کہیں گرد راہ نے
چرنوں کو ڈھک لیا تھا ہجوم نگاہ نے

پہنچا کے چترکوٹ میں کرتے ہوئے قیام
جنگل میں ایک بھیلنی سیوری کا تھا مقام
دیکر کھڑاؤں بھرت کو وہاں سے سدھارے رام
جو رٹ رہی تھی جنموں سے رگھبر کا پریہ نام

بھگتی سے یہاں لائے بیراگ جوگ کو
سیوری کے جھوٹے بیر پسند آئے بھوگ کو

جب سے سنی تھی سیوری نے نارد سے یہ خبر
جنگل کی گھاس پھوس سے بچتا تھا روز گھر
آئینگے رامچندر بن باس میں ادھر
ہر وقت صاف کرتی تھی رستہ وہ ہر ڈگر

پھینکے تھی دور اُس سے کانٹے اکھاڑ کے
آنکھوں کا فرش کرتی تھی پلکوں سے جھاڑ کے

آہٹ پہ چونک چونک کے رستوں پہ آتی تھی
ہر روز جھاڑ پونس نئے بیر لاتی تھی
پھولی نہیں سمٹتی خوشی سے سماتی تھی
چک چکھ کے بیٹھے بیٹھے الگ دہر تک جاتی تھی

اس جھونپڑی میں آنکھوں کے پٹ بچھنے تھے
ظرفِ زمردیں تھے پتوں کے دونے تھے

بن میں بچرتے پھرتے یہاں رامچند آئے
بیگانگی ہے دور جو نقش دوئی مٹائے
سیوری کے بیر آپ نے ہنس ہنس رچی سے کھائے
بھگت اسمیں گر سمائے تو وہ بھگت میں سمائے

یہاں بھید جات پات کا ناری نہ نر کا ہے
ہر کہ جو پریم کرکے بھجے سو ہی ہر کا ہے

سیوری سے ہو کے رام لکھن آگے بڑھا
جنگل تھا سبزہ زار تھا میدان پر فضا
ونڈک بن ایک نام کا دلکش مقام تھا
پانی کے چشمے دیکھ پسند آگئی ہوا

مطلب کا پا کے ہر طرح سے اس مقام کو
ہتوں سے چھائی پنچ بٹی اس قیام کو

بیچ آخر میں چار برس یہاں رہا قیام
الکدن بچار کرنے لگے اپنے دل میں رام
چھ ماہ تیرہ سال ۱۳ ددو ہوئے تمام
جس کام کو ہم نکلے تھے باقی بھی ہے کام

وعدے سے ہوگئے دیوتا سب انتظار میں
کتنے برس گذر گئے سیر شکار میں

اتنے میں ایک آہوئے زریں پڑا نظر
مرجاں کی شاخیں سینگ تھے گوہر صورت کھر
خوش رنگ روپ جسم طلا کار سیمبر
آنکھیں طلسم زا تھیں بھلا وہ تھا فتنہ گر

تنکے تھے سبز دوب کے منہ میں غزال کے
دنبالے جیسے چشم بت خوش جمال کے

دلکش مثال حلقۂ گیسو خمیدہ دُم
گردن میں گھونگرو تھے کمر تھی شکم پہ گم
دل ربا سے پر شگاف کی مانند چاروں سم
رفتار کی صدا تھی چھما چھوم چھوم چھم

جسم جواہریں پہ کھلے سبز داغ تھے
نیلم کی تختی پشت تھی الماس دل غ تھے

جنگل میں سامنے سے گذر کر اچھل چلا
موج ہوا سے بگڑا سنور کر نکل چلا
کرتا ہوا کلول ابھر کر نکل چلا
چونکا ذرا تو چوکڑی بھر کر نکل چلا

دیکھا شری سیا نے تو کچھ جی لبھا گیا
آہو کا مرگ نینی کو انداز بھا گیا

رگھبر نے بولیں دیکھ کے آہو کیا ہرن
سوسن کے پھول کا کوئی غنچہ ہے یا دہن

کیا رنگ ضیا کا رہی؟ کیا خوشنما بدن
سایہ سے بھاگتا ہے یہ شوخی کا ہے چلن

ہے نافہ الا کہ گر یہ غزال ختن ملے
کیا اچھی مرگ چھالا ہو جو یہ ہرن ملے

رگھوور نے سن لیے اتنی اُٹھے مسکرا چلے
سب اچھے سو نکے بھید کپٹ چھل بتا چلے

تیر و کماں کو دوش سے اوپر سجا چلے
بھائی لکھمن کو پھر حفاظت بٹھا چلے

مایا رچی ہوئی تھی کہاں کا شکار تھا
سب جانتے تھے آپ جو کچھ ہونہار تھا

قصد شکار آہوئے شوخ و شریر ہے
دلدوز ہے خدنگ مگر دلپذیر ہے

انداز رفت آپ ہی اپنی نظیر ہے
ایک ہاتھ میں کمان ہے چٹکی میں تیر ہے

ہلکا سا ہے پسینہ رُخ تابدار پر
آنکھیں اڑی ہوئی ہیں ہرن کے شکار پر

ایک ہاتھ پاس کان کے اور اک کمان پر
ترچھا تنا ہے جسم کا کیا آن بان پر

اک سیدھا اور ایک جھکا کچھ اٹھان پر
برہمانند لوٹ ہو گئے ہیں چھب کی شان پر

آنکھوں میں ہے زبان تو آنکھیں زباں میں
بے بھگت ایسی چھب کی میں آ تی ہو دہیاں میں

ناوک کی اک صدا تھی جو سن سے نکل پڑی
اک جیتی شمع تھی ! جو لگن سے نکل پڑی

آنکھوں سے پتلی ! روح بدن سے نکل پڑی
گھبرا گیا ! زبان دہن سے نکل پڑی

اک دینے مو کش ! ادھر لینے کو جاں گرا
تیر نقطہ کے ساتھ ہی ! تیر کماں گرا

چوکنا استاد تھا ! آہو رواں کبھی
پھرتی سے مثل برق ! جھنڈیاں کبھی

پنہاں کبھی نظر سے ! نظر میں عیاں کبھی
گر پا زمیں پہ ! اچھلا ہوئے آسماں کبھی

کھاتے ہی تیر ! درشت کا چہرہ پھر گیا
بھائی لکھن چلو ! یہ صدا دے کے گر گیا

آواز سنکے جانکی ! بیکل ہوئیں ! ادہر
سمجھو پکارتے ہیں ! کوئی بات ہے مگر

بولیں لکھن سے دیکھو ہے تات ! لو خبر
آواز ادھر سے آئی ہے ! ہوا مگر گئے جدہر

سنکٹ کوئی ضرور ہے ! جو پیچ و تاب ہے
آواز میں ہے درد سا ! کچھ اضطراب ہے

بولے لکھن سیا سے یہ جو تو نہیں کہے سر
ہیں رام چندر مالک کونین بحر و بر
اک سہل سا شکار تھا ماتا نہیں خطر
سب کی خبر جو لیتے ہیں کون اُنکی بے خبر
دُکھ اُن کو نام ماتر بھی مل سکتا ہی نہیں
بے حکم جن کے پتا تو ہل سکتا ہی نہیں

ماتا شری سیا نے لکھن کا نہ اک بچن
اک دم کلیجہ بیٹھ گیا کانپ اُٹھا بدن
طعنہ بھرے جواب یہ کیا ہی دل شکن
بڑھتا تھا اور درد جو سمجھاتے تھے لکھن
رقت کے جوش رنج و الم سے اُبل پڑے
جل پاتر نیتر ہو گئے آنسو نکل پڑے

آخر لکھن اُٹھے ہی دہنش بان کو سنوار
باہر جڑن نہ رکھنا یہ سمجھا کے بار بار
حلقہ شری سیا کا کیا کھینچ کر حصار
انگڑائی لے کے شیر بڑھا جانب شکار
پڑتا کہیں بھی فرق ہی بدھنا کی بات میں
راون لگا ہوا تھا یہاں اپنی گھات میں

جانا پڑا لکھن کو کٹی چھوڑ کر ضرور
بھر برہمن کا روپ گیا سیتا کے حضور
موقع کی تاک میں تھا وہ پاشکند پُر غرور
ہے مائی بھیکشا دیجیو آیا ہوں چلکے دور

داتا سمجھ کے گھر سے چلا! نام سن تیرا
بھوکا برہمن ہوں! بڑا ہوگا پن تیرا

وہ کند مول پھل جو لگیں دینے دلپذیر
دینی اگر ہے بھیک تو دو چھوڑ کر لکیر

بولا شری سیا سے بھکاری سیہ ضمیر
بھکشا بندھی ہوئی! نہیں لیتے کبھی فقیر

باہر جو کنڈلی سے چلیں دھوکا کھا گئیں
راون کے چھل میں! ہائے مہارانی آ گئیں

چھل سے رتھ کے بیچ پہ ٹھہریں گیا سوار
بیدیہی بیاکل ہو کے لگیں کرنے ہاہاکار

آکاش کی طرف کو اڑا صورت غبار
ہا رام چندر! ہائے لچھمن کی بڑی پکار

تھر تھر تھا ڈر سے سارا بدن! ہائے ہائے
جگدیش! ہائے ہائے لچھمن! ہائے ہائے

اے پران ہائے ناتھ! کیا ہوا؟ مجھ سے کیا بنا؟
کیا ناتھ! پران پیاری کو لے اور تکی سیا

کیسے کٹھور ہو گئے؟ کیوں چھوڑ دی دیا؟
کیوں آ کے گھور کشٹ پہ آتی نہیں دیا

کرپالو ہو دیالو ہو کشٹک ہو! ناتھ تم
ایسی بپت میں چھوڑ دو کیوں میرا ہاتھ تم

للچایا مرگ چھالے یہ کا ہیکو شٹ من ؟	ہا ! دین بندہ ! ہائے دیا سندھا لکھن
ہا ! ہی وہ بیتی ! مجھے کرنا تھا کیا ہرن ؟	کیوں لکشمن نہ مانے ! تمھارے کہے بچن

بھس پایا ! ویسا ہی نہ کہا مانا جس طرح
ہا لکشمن ! تمھارا کہوں دوش کس طرح

گرگے رتھ میں کرتی تھیں کیا جانکی بلاپ	سر گیہ ہوا می ! ہمرے لیے اکیلا رہ آپ
اک چھن میں تم تو بیٹے ہو جنم بھر کے پاپ	بھاری ہے دکھ شریر کو برا لو کہ گست تاپ

بیت دھرم ہے لگا ہوا ایمان ساتھ جان کی
جیتی ہوئی نہ پاؤ گے اب ناتھ جانکی

ہو ساس جس کی ماتا کوشلیا سسر نہتی	دیور لکھن سا جسکا دھنش دھاری ور جتی
جسکے پتا جنک سے ہوں ! اور آپ پتی	ہے دین بند ہوا دیکھ تو یوں ! اسکی درگتی

ایر اوہ کیا جو چھوڑ دیا میرا ہاتھ ناتھ
ہا ناتھ ! ہائے ناتھ ! میرے پران ناتھ ناتھ

آنکھوں میں اب تو ہو گیا برہمانڈ بھر سیاہ	راون کے ڈر سے اونچے کو اٹھتی نہیں نگاہ
اس شوک کے سمندر کی جانے کہاں ہے تھاہ	رگھبیت تراہ تراہ ہے سوامی تراہ تراہ

بھگتوں نے کھلے دھیان ہی سے موکش پائی ہے
اُن ہی چرن کمل کی دوہائی دوہائی ہے

یہاں تک کہا یہ سن کے کسی کو رہی نہ کل
اب اس بلاپ سننے کو سامرتھ ہے نہ بل

موکش سے ہوئے اب کے گرو سب ہوگئے بیکل
بیاکل تھے راجندر گرا نیتروں سے جل

پھر راگنی کے روپ سے شرنگار اُٹھ گیا
رگھبر اُٹھے جو شوک میں دربار اُٹھ گیا

شرم گناہ کب تلک اے شعلہ منہ اُگھاڑ
چرنوں نے چھو کے سنگ اہلیا دیا اُکھاڑ

نکرشٹ میرے کرموں نے مجھکو لیا پچھاڑ
وہ شراب کی سلا تھی امیں پانوں کا ہو پہاڑ

سر پر سفر ہے بجنے کو کوس رحیل ہے
ہے ناتھ میرے واسطے کیوں اتنی ڈھیل ہے

بیراگ ہے نہ جوگ نہ بھگتی ہے اور نہ گیان
سب عمر پیٹ بھرنے میں کھوئی پشو سمان

پوجا نہ کوئی پاٹ نہ کوئی نہ کوئی دھیان
پر ہاں یہ بھروسہ ہے کہ تمہیں ہو دیا کی بان

جو پشپ باٹکا کی ہوا ہو تمہارے سرد میں
نکلیں یہ پران اٹے ہوئے چرنوں کی گرد میں

اشتہار

کلیات شعلہ۔ دوبارہ طبع ہونے کو ہے۔

کرشن استتی۔ یعنی برج چھب دہرم (بزم بندابن) کی استوتی عرضداشت جہانکی مسدس بیتی برت دہرم کا انتخاب بخطِ اردو قیمت ۰۲ر

ایضاً بخطِ ناگری قیمت ۲ر

الف باگر۔ یعنی نکات عرفان کا مجموعہ بخطِ اردو و زبان بھاشا قیمت ۱ر

پریم پرکاشا۔ یعنی اودہو و گوپیوں کی بھگتی اور جوگ کے مضامین پر گفتگو بخط ہندی زیر طبع قیمت ۴ر

حیات شعلہ جسمیں علاوہ شعلہ صاحب کی لائف کے کسیقدر نفس شاعری پر بحث ہے اور شعلہ صاحب کے کلام پر ریویو کیا گیا ہے (زیر طبع) قیمت ۴ر

المشتہر

بابو کرشن گوپال ورما